اسلامی بینکاری کی بنیادیں

ایک تعارف

انگریزی تصنیف:

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی جسٹس محمد تقی عثمانی مدظلہم

اردو ترجمہ:

محمد زاہد

ناشر: مکتبۃ العارفی

جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد۔ فون: ۷۱۵۸۵۶

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : اسلامی بینکاری کی بنیادیں: ایک تعارف

مصنف : جسٹس (ر) مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

ترجمہ : مولانا محمد زاہد صاحب

نائب مہتمم جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

ناشر : مکتبہ العارفی فیصل آباد۔ فون 041-8715856

سنِ اشاعت : رمضان المبارک ۱٤۲۸ھ

تعداد : ۱۱۰۰

JUSTICE MUHAMMAD TAQI USMANI

Member Shariat Appellate Bench
Supreme Court of Pakistan
Deputy Chairman Islamic Fiqh Academy (OIC) Jeddah
Vice President Darul Uloom Karachi 14 Pakistan

محمد تقي العثماني

قاضي بمجلس التمييز الشرعي بالمحكمة العليا باكستان
نائب رئيس، مجمع الفقه الإسلامي، جدة
نائب رئيس، دار العلوم كراتشي ١٤ باكستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عزیز گرامی قدر جناب مولانا محمد احمد صاحب زیدت مکارمکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی کتاب "اسلامی بینکاری کی بنیادیں" نظر نواز ہوئی۔ جب آپ نے مسودہ بھیجا تھا، اس وقت صرف سرسری نظر ڈال سکا تھا۔ چھپنے کے بعد زیادہ تفصیل سے دیکھا، دل سے آپ کیلئے دعائیں نکلیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر، علم اور عمل میں برکت عطا فرمائیں۔ ماشاء اللہ ترجمہ نہایت سلیس، شگفتہ اور صحیح ہے، اور دقیق باتیں بھی پوری احتیاط اور سلاست کے ساتھ بیان ہوئی ہیں۔ کتاب کا معیار طباعت بھی ماشاء اللہ اچھا ہے۔ میرا خیال ہوا کہ آپ کو مبارکباد کیلئے یہ سطور تحریر کروں۔ البتہ اس پر ایک پیش لفظ کی کمی محسوس ہوتی ہے جو مترجم کی طرف سے ہونا چاہئے۔ آئندہ ایڈیشن میں اسے شامل کر لینا مناسب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خدمات دینیہ کیلئے زیادہ سے زیادہ موفق فرمائیں۔ آمین

میری طرف سے حضرت والد صاحب کو بھی سلام کے بعد مبارکباد پیش کر دیں۔

والسلام

محمد تقی عثمانی

۵-۶-۱۴۲۲ھ

Darul Uloom Karachi 14 Pakistan
PC 75180 Ph 5043192 Res 312788 Fax 9221 5040234

دار العلوم كراتشي ١٤ باكستان
الرمز البريدي ٧٥١٨٠ هاتف ٥٠٤٣١٩٢ منزل ٣١٢٧٨٨ فاكس ٩٢٢١٥٠٤٠٢٣٤

عرض مترجم

جدید تجارت اور بینکاری کا اسلامی نقطۂ نظر سے مطالعہ ایک مستقل علم کی حیثیت حاصل کر رہا ہے، علم کی اس شاخ میں حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہم کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، ۱۹۹۸ء میں آپ کی اسلامی تمویل پر ایک کتاب "An Introduction to Islamic Finance" نظر سے گذری، کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوا کہ اس میں ذکر کردہ مباحث جتنے بینکرز، دوسرے پروفیشنلز اور انگریزی دان طبقے کے لئے مفید ہیں اس سے زیادہ علماء کرام دینی علوم کے طلبہ، بالخصوص فقہ وافتاء کے شعبوں میں کام کرنے والوں کے لئے مفید ہیں، لیکن ان حضرات کی اکثریت انگریزی زبان میں بے تکلف مطالعے پر قادر نہیں ہوتی، خیال ہوا کہ اس کتاب کی افادیت کا دائرہ ان حضرات تک وسیع کرنے کے لئے اسے اردو کے قالب میں ڈھال دیا جائے، بنام خدا یہ کام شروع کر دیا گیا، اب یہ ٹوٹی پھوٹی خدمت کتابی شکل میں آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اس کام کے دوران سب سے زیادہ مشکل انگریزی اصطلاحات کے اردو متبادل تلاش یا منتخب کرنے میں پیش آئی، اس لئے کہ ہم نے اپنی معاشی، سیاسی اور قانونی زندگی سے جس طرح اردو زبان کو بے دخل کیا ہوا ہے اس کی وجہ سے ان شعبوں میں لگی بندھی اردو اصطلاحات متعارف نہیں ہو سکیں، حتی الامکان قابل فہم الفاظ منتخب کئے گئے ہیں اور قوسین میں اصل انگریزی اصطلاحات بھی ذکر کر دی گئی ہیں آخر میں ایک فرہنگ بھی شامل کر دی گئی ہے، بعض مقامات حاشیے میں بھی اصطلاحات کی وضاحت کر دی گئی ہے۔

ہر بشری کام میں کمی کوتاہی رہ جانا ایک فطری امر ہے، خصوصاً اگر وہ اس ناچیز جیسے ناقص ہاتھوں سے انجام پایا ہو، امید ہے کہ قارئین ترجمے کی خامیوں سے مطلع فرمانے میں بخل سے کام نہیں لیں گے، حق تعالیٰ اس حقیر کوشش کو نافع اور مقبول بنائیں۔

محمد زاہد

فہرست

تفصیل	صفحہ نمبر
پیش لفظ	۹
چند بنیادی نکات	
آسمانی ہدایت پر ایمان	۱۳
سرمایہ دارانہ اور اسلامی معیشت میں بنیادی فرق	۱۵
اثاثوں پر مبنی فائنانسنگ	۱۷
سرمایہ اور تنظیم	۲۲
اسلامی بینکوں کی موجودہ کارکردگی	۲۳
مشارکہ	
تعارف	۲۶
مشارکہ کا تصور	۳۰
مشارکہ کے بنیادی قواعد	۳۴
منافع کی تقسیم	۳۴
نفع کی شرح	۳۵
نقصان میں شرکت	۳۷
سرمایہ کی نوعیت	۳۸
مشارکہ کی مینجمنٹ	۴۲
مشارکہ کو ختم کرنا	۴۲
کاروبار ختم کیے بغیر مشارکہ ختم کرنا	۴۴
مضاربہ	
مضاربہ کا کاروبار	۴۹
منافع کی تقسیم	۵۰
مضاربہ کو ختم کرنا	۵۲
مشارکہ اور مضاربہ کا اجتماع	۵۴
مشارکہ اور مضاربہ بطور طریقۂ تمویل	۵۵
منصوبوں کی تمویل	۵۷
مشارکہ کو تمسکات میں تبدیل کرنا	۵۸
ایک عقد کی تمویل	۶۲
رواں اخراجات کے لیے تمویل	۶۴

تفصیل	صفحہ نمبر
صرف اجمالی منافع میں شرکت	۶۹
یومیہ پیداوار کی بنیاد پر جاری	
مشارکہ اکاؤنٹ	۷۱
مشارکہ فائنانسنگ پر چند	
اعتراضات	۷۸
خسارے کا رسک	۷۸
بددیانتی	۸۰
کاروبار کی رازداری	۸۳
کلائنٹس کا نفع میں شرکت پر	
آمادہ نہ ہونا	۸۴
شرکت متناقصہ	۸۵
شرکت متناقصہ کی بنیاد پر	
ہاؤس فائنانسنگ	۸۸
خدمات (Services) کے	
کاروبار کے لیے شرکت متناقصہ	۹۴
عام تجارت میں شرکت متناقصہ	۹۵
مرابحہ	
مرابحہ	۹۷
خرید و فروخت کے چند	

تفصیل	صفحہ نمبر
بنیادی قواعد	۹۹
بیع مؤجل (ادھار ادائیگی کی بنیاد پر بیع)	۱۰۵
مرابحہ	۱۰۶
مرابحہ بطور طریقۂ تمویل	۱۰۸
مرابحہ تمویل کی بنیادی	
خصوصیات	۱۰۹
مرابحہ کے بارے میں	
چند مباحث	۱۱۵
ادھار اور نقد کے لیے	
الگ الگ قیمتیں مقرر کرنا	۱۱۵
مروجہ شرح سود کو معیار بنانا	۱۲۳
خریداری کا وعدہ	۱۲۶
قیمت مرابحہ کے مقابلے	
میں سیکیورٹی	۱۳۳
مرابحہ میں ضمانت	۱۳۷
نادہندگی پر جرمانہ	۱۳۹
متبادل تجویز	۱۴۶
مرابحہ میں رول اوور کی کوئی	
گنجائش نہیں	۱۴۹

تفصیل	صفحہ نمبر
وقت سے پہلے ادائیگی کی وجہ سے رعایت	۱۵۱
مرابحہ میں لاگت کا حساب	۱۵۳
مرابحہ کس چیز پر ہو سکتا ہے	۱۵۶
مرابحہ میں ادائیگی کو ری شیڈول کرنا	۱۵۷
مرابحہ کو سیکورٹیز میں تبدیل کرنا	۱۵۷
مرابحہ کے استعمال میں چند بنیادی غلطیاں	۱۵۹
خلاصہ	۱۶۲
اجارہ	
اجارہ	۱۶۶
لیزنگ (اجارہ) کے بنیادی قواعد	۱۶۹
کرائے کا تعین	۱۷۱
اجارہ بطور طریقۂ تمویل	۱۷۳
فریقین میں مختلف تعلقات	۱۷۵
ملکیت کی وجہ سے ہونے والے اخراجات	۱۷۷
نقصان کی صورت میں فریقین کی ذمہ داری	۱۷۸
طویل المیعاد لیز میں قابل تغیر کرایہ	۱۷۸
کرایہ کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے جرمانہ	۱۸۲
لیز کو ختم کرنا	۱۸۴
اثاثے کی انشورنس	۱۸۵
اثاثے کی باقی ماندہ قیمت	۱۸۵
ضمنی اجارہ (Sub-Lease)	۱۸۸
لیز کا انتقال	۱۸۹
اجارہ کے تمسکات جاری کرنا	۱۹۰
ہیڈ لیز (Head-Lease)	۱۹۳
سلم اور استصناع	
سلم کا معنی	۱۹۵
سلم بطور طریقۂ تمویل	۲۰۱
متوازی سلم کے چند قواعد	۲۰۴
استصناع	۲۰۶

تفصیل	صفحہ نمبر
استصناع اور اجارہ میں فرق	۲۰۷
فراہمی کا وقت	۲۰۸
استصناع بطور طریقۂ تمویل	۲۰۹
اسلامی سرمایہ کاری فنڈ	
اسلامی سرمایہ کاری فنڈ کے متعلق شرعی اصول	۲۱۲
ایکویٹی فنڈ (Equity Fund)	۲۱۳
شیئرز میں سرمایہ کاری کے لئے شرائط	۲۱۶
فنڈ کی انتظامیہ کا معاوضہ	۲۲۱
اجارہ فنڈ	۲۲۳
اشیاء کا فنڈ	۲۲۵
مرابحہ فنڈ	۲۲۶
بیع الدین	۲۲۷
مخلوط اسلامی فنڈ	۲۲۸
محدود ذمہ داری کا تصور	
محدود ذمہ داری کا تصور	۲۳۰
وقف	۲۳۳
بیت المال	۲۳۵
خلطت (شراکت)	۲۳۶
ترکہ مستغرقہ فی الدین	۲۳۸
غلام کے مالک کی محدود ذمہ داری	۲۳۹
اسلامی بینکوں کی کارکردگی	
ایک حقیقت پسندانہ جائزہ	۲۴۳
فرہنگ (GLOSSARY)	۲۵۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

الحمد للہ رب العالمین' والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین' وعلی کل من تبعھم باحسان إلی یوم الدین. امابعد:

گزشتہ چند عشروں سے مسلمان اپنی زندگیوں کی اسلامی اصولوں کی بنیاد پر تعمیر نو کی کوشش کر رہے ہیں' مسلمان یہ بات شدت سے محسوس کررہے ہیں کہ گزشتہ چند صدیوں سے مغرب کے سیاسی اور معاشی تسلط نے انہیں خاص طور پر سماجی۔ معاشی(Socio Economic) شعبے میں خدائی ہدایت پر عمل سے محروم کر رکھا ہے' اس لئے سیاسی آزادی حاصل کرنے کے بعد مسلم عوام اپنے اسلامی تشخص کے احیاء کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ وہ اپنی زندگیوں کو اسلامی تعلیمات کے مطابق منظم کر سکیں۔

معاشی شعبے میں مالیاتی اداروں کو اسلامی شریعت کے مطابق بنانے کیلئے ان میں اصلاح کرنا ان مسلمانوں کے لئے سب سے بڑا چیلنج تھا' ایک ایسے ماحول میں جہاں پورا کا پورا مالیاتی نظام ہی سود پر مبنی ہو' غیر سودی بنیادوں پر مالیاتی اداروں کی تشکیل ایک بڑا کٹھن کام تھا۔

جو لوگ شریعت کے اصولوں اور اس کے معاشی فلسفے سے پوری طرح واقف نہیں ہیں وہ بعض اوقات یہ خیال کرتے ہیں کہ بینکوں اور مالیاتی اداروں

سے سود کا خاتمہ انہیں تجارتی سے زیادہ خیراتی ادارے بنادے گا جن کا مقصد بغیر کسی منافع کے تمویلی خدمات (Financial Services) مہیا کرنا ہوگا۔

ظاہر ہے کہ یہ مفروضہ بالکل غلط ہے' شریعت کی رو سے ایک محدود دائرے کے علاوہ غیر سودی قرضے عام حالات میں تجارتی معاہدوں کے لئے نہیں بلکہ امداد باہمی اور خیراتی سرگرمیوں کیلئے ہوتے ہیں' جہاں تک تجارتی بنیاد پر سرمایہ کی فراہمی (Commercial Financing) کا تعلق ہے تو اس مقصد کیلئے اسلامی شریعت کا اپنا ایک مستقل سیٹ اپ ہے۔ اس میں بنیادی اصول یہ ہے کہ جو شخص دوسرے کو رقم دے رہا ہے اسے پہلے یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ وہ دوسرے فریق کی محض مدد کرنا چاہتا ہے یا اس کے منافع میں شریک ہونا چاہتا ہے' اگر وہ صرف مقروض کی مدد کرنا چاہتا ہے تو اسے کسی بھی اضافی رقم کے دعوے سے دستبردار ہونا ہوگا' اس کا اصل سرمایہ محفوظ اور مضمون ہوگا (یعنی اسے اصل سرمایہ لینے کا بہر حال استحقاق ہوگا خواہ دوسرے فریق کو خسارہ ہی کیوں نہ ہو) لیکن اصل سرمائے سے زائد کسی منافع کا اسے استحقاق نہیں ہوگا۔ البتہ اگر وہ دوسرے کو رقم اس لئے مہیا کرتا ہے کہ وہ حاصل ہونے والے منافع میں بھی شریک ہو تو وہ حقیقۃً حاصل ہونے والے منافع کے پہلے سے طے شدہ متناسب حصہ کا مطالبہ کر سکتا ہے' لیکن اگر اسے اس میں کوئی خسارہ ہو جائے تو اس میں بھی اسے شریک ہونا ہوگا۔

لہذا یہ بات واضح ہوگئی کہ تمویلی سرگرمیوں سے سود کے خاتمہ کا یہ مطلب نہیں کہ سرمایہ مہیا کرنے والا (Financier) کوئی نفع نہیں کما سکتا' اگر سرمایہ کی فراہمی کاروباری مقاصد کیلئے ہے تو نفع اور نقصان میں شراکت کے اصول پر یہ مقصود حاصل کیا جا سکتا ہے جس کیلئے اسلام کے تجارتی قوانین میں

شروع ہی سے مشارکہ اور مضاربہ مقرر کیے گئے ہیں۔

تاہم کچھ ایسے سیکٹرز بھی ہیں جہاں مشارکہ اور مضاربہ کسی وجہ سے قابل عمل نہیں ہیں' ایسے سیکٹرز کیلئے معاصر علماء نے بعض دوسرے ذرائع بھی تجویز کیے ہیں جنہیں فائنانسنگ کے مقاصد کیلئے استعمال کیا جاسکتا ہے' جیسے مرابحہ 'اجارہ 'سلم اور استصناع۔

گزشتہ دو عشروں سے فائنانسنگ کے طریقے اسلامی بینکوں اور اسلامی مالیاتی اداروں میں استعمال ہورہے ہیں۔ لیکن یہ ذرائع مکمل طور پر سود کے قائم مقام نہیں ہیں اور یہ فرض کرنا غلط ہوگا کہ انہیں بھی بالکل اسی طریقہ سے استعمال کیاجاسکتا ہے جیسے سود' بلکہ ان ذرائع کے اپنے اصول' اپنا فلسفہ اور اپنی شرائط ہیں' جن کے بغیر انہیں شریعت کی رو سے طریقہ ہائے تمویل (Modes of Financing) کے طور پر استعمال کرنا درست نہیں ہوگا اس لیے ان ذرائع کے بنیادی تصور اور متعلقہ تفصیلات سے ناواقفی اسلامی فائنانسنگ کو سود پر مبنی روایتی نظام کے ساتھ خلط ملط کرنے کا باعث بن سکتی ہے۔

یہ کتاب میرے مختلف مضامین کا مجموعہ ہے' جن کا مقصد اسلامی فائنانسنگ کے اصول اور قواعد وضوابط کے بارے میں بنیادی معلومات مہیا کرنا ہے' خاص طور پر فائنانسنگ کے ان طریقوں کے بارے میں جو اسلامی بینکوں اور غیر مصرفی تمویلی اداروں (Non Banking Financial Institutions) میں زیر استعمال ہیں۔ میں نے ان ذرائع تمویل کی تہہ میں موجود بنیادی اصولوں' ان ذرائع کے شرعی نقطۂ نظر سے قابل قبول ہونے کے لئے ضروری شرائط اور ان کے عملی انطباق کے طریقوں کی وضاحت کی کوشش کی ہے اور ان ذرائع کے انطباق میں پیش آنے والی عملی مشکلات اور شریعت کی روشنی میں ان کے ممکنہ حل

پر بحث کی ہے۔

دنیا کے مختلف حصوں میں متعدد اسلامی بینکوں میں شریعہ نگران بورڈز کا ممبر یا چیئر مین ہونے کی حیثیت سے میرے سامنے ان کے طریق کار کے بہت سارے کمزور پہلو آئے جس کا بنیادی سبب شریعت کے متعلقہ اصول اور قواعد کا واضح ادراک نہ ہونا ہے' اس تجربے نے موجودہ کتاب قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی ضرورت کا احساس بڑھا دیا' جس میں میں نے متعلقہ موضوعات پر عام فہم اور سادہ انداز میں بحث کی ہے جسے عام قاری جس کو اسلامی تمویل کے اصولوں کا گہرائی سے مطالعہ کرنے کا موقع نہیں ملا' بآسانی سمجھ سکتا ہے۔

مجھے امید ہے کہ یہ حقیر سی کوشش اسلامک فائنانس کے اصول اور اسلامی اور روایتی بینکاری میں فرق سمجھنے میں سہولت فراہم کرے گی' اللہ تعالیٰ اسے قبول فرما کر اپنی رضامندی کا ذریعہ اور قارئین کیلئے نافع بنائیں۔

وماتوفیقی اِلاباللہ۔

محمد تقی عثمانی

کراچی

۴/۳/۱۴۱۹ھ

29/06/1998

چند بنیادی نکات

اسلامی طریقہ ہائے تمویل (Modes of Financing) پر تفصیلی بحث کرنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بنیادی اصولوں کے متعلق چند نکتوں کی وضاحت کر دی جائے جو اسلامی طریقۂ حیات میں پورے معاشی سیٹ اپ کو کنٹرول کرتے ہیں۔

1۔ آسمانی ہدایت پر ایمان :۔

سب سے اہم اور اولین عقیدہ جس کے گرد تمام اسلامی تصورات گھومتے ہیں یہ ہے کہ یہ کائنات صرف اور صرف ایک خدا کی پیدا کردہ اور اس کے قبضۂ قدرت میں ہے' اس نے انسان کو پیدا کیا اور زمین پر اسے اپنا نائب بنایا تاکہ وہ اس کے احکامات کی تعمیل کے ذریعے مخصوص مقاصد کو پورا کرے' اللہ تعالیٰ کے یہ احکامات' عبادات یا چند مذہبی رسوم تک محدود نہیں ہیں۔ بلکہ ہماری زندگی کے تقریباً ہر پہلو کے ایک بہت بڑے حصے پر حاوی ہیں' ان احکامات میں نہ تو اتنی جزوی تفصیلات طے کی گئی ہیں کہ انسانی سرگرمیاں ایک تنگ دائرے میں محدود ہو کر رہ جائیں اور انسانی سوچ کا کوئی کردار باقی نہ رہے اور نہ ہی یہ احکامات اتنے مختصر اور مبہم ہیں کہ زندگی کا ہر شعبہ انسانی علم اور خواہش کے رحم و کرم پر رہ جائے' ان دونوں انتہاؤں سے دور رہتے ہوئے اسلام نے انسانی زندگی کو کنٹرول کرنے کیلئے ایک متوازن سوچ پیش کی ہے' ایک طرف تو اس نے انسانی سرگرمیوں کا ایک بہت بڑا حصہ انسان کے اپنے عقلی فیصلوں پر چھوڑ دیا ہے جہاں وہ اپنی سوچ' مصلحت اور حقائق کے تجزیہ کی بنیاد پر خود فیصلے کر سکتا ہے (۱) دوسری

(۱) اصلاح میں اسے مباحات کا دائرہ کہا جاتا ہے' اس میں انسان کسی بھی پہلو کو اختیار کرنے یا نہ کرنے کا شرعاً پابند نہیں ہوتا۔ (مترجم)

ے اسلام نے انسانی سرگرمیوں کو ایسے اصولوں کے ایک مجموعہ کے ماتحت کر دیا ہے جو ہمیشہ کیلئے قابل عمل ہیں اور انسانی تخمینوں پر مبنی مصلحت کی سطحی دلیلوں کی بنیاد پر ان کی خلاف ورزی نہیں کی جاسکتی۔

خدائی احکامات کے اس انداز کے پیچھے یہ حقیقت کار فرما ہے کہ انسانی عقل اپنی بے پناہ صلاحیتوں کے باوجود سچائی تک رسائی کی لامحدود طاقت کا دعویٰ نہیں کر سکتی' اس کی کارکردگی کی بھی آخر کار ایک حد ہے جس سے آگے یہ اچھی طرح کام نہیں کر سکتی یا غلطیوں کا شکار ہو جاتی ہے' انسانی زندگی کے بہت سے مقامات ہیں جہاں عقل اور خواہشات عموماً گڈ مڈ ہو جاتے ہیں اور عقلی دلائل کے بھیس میں غیر صحت مند وجدانات وجذبات انسان کو گمراہ کر کے غیر تعمیری اور غلط فیصلے کرا لیتے ہیں ماضی کے تمام وہ نظریات جنہیں آج غلط اور مغالطہ آمیز قرار دیا جا چکا ہے ان کے بارے میں اپنے اپنے وقت میں عقلی دلائل پر مبنی ہونے کا دعوی کیا جاتا تھا' لیکن صدیوں بعد ان کے غلط ہونے کا انکشاف ہوا اور انہیں عالمی سطح پر مضحکہ خیز اور لغو قرار دیدیا گیا۔

اس سے ثابت ہوا کہ خود عقل کے پیدا کرنے والے نے اسے جو دائرہ کار سونپا ہے وہ لامحدود نہیں ہے' کچھ ایسے مقامات بھی ہیں جہاں انسانی عقل پورے طور پر راہ نمائی نہیں کر سکتی یا کم از کم اس میں غلط پذیری کے امکانات ضرور ہوتے ہیں' انہی مقامات پر خالق کائنات اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیغمبروں پر وحی نازل کر کے انسانوں کو راہ نمائی اور ہدایت عطا فرمائی ہے' اس لئے ہر مسلمان کا یہ پختہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل کر کے جو ہمیں ہدایات دی ہیں ان پر ظاہراً و باطناً (in letter and spirit) عمل ہونا چاہیے اور کسی کی عقلی بحث یا ذاتی خواہش کی بنیاد

پر انہیں نظر انداز یا ان کی خلاف ورزی نہیں کی جا سکتی لہٰذا تمام انسانی سرگرمیاں ان احکامات الٰہیہ کے ماتحت ہونی چاہئیں اور ان میں بیان کردہ حدود و قیود کے اندر رہتے ہوئے ہی عمل ہونا چاہیے۔ دوسرے مذاہب کے برخلاف اسلام چند عمومی اخلاقی تعلیمات، چند رسوم یا چند عبادات تک محدود نہیں ہے، بلکہ یہ ہر شعبۂ حیات کے متعلق تعلیمات وہدایات پر مشتمل ہے جن میں سماجی۔ معاشی شعبے بھی شامل ہیں۔ اللہ کے بندوں سے صرف عبادات میں ہی حکم بجالانے کا مطالبہ نہیں ہے بلکہ اپنی معاشی سرگرمیوں میں بھی اس کی فرمانبرداری ضروری ہے اگرچہ یہ چند ظاہری فوائد کی قیمت پر ہی ہو۔ اس لئے کہ یہ ظاہری فوائد معاشرے کے اجتماعی مفاد کے خلاف ہوں گے۔

۲۔ سرمایہ دارانہ اور اسلامی معیشت میں بنیادی فرق :

اسلام منڈی کی قوتوں (طلب ورسد) اور مارکیٹ اکانومی کا منکر نہیں ہے، حتی کہ ذاتی منافع کا محرک بھی ایک معقول حد تک قابل قبول ہے، ذاتی ملکیت کی بھی اسلام میں بالکلیہ نفی نہیں کی گئی، اس کے باوجود اسلامی اور سرمایہ دارانہ معیشتوں میں بنیادی فرق یہ ہے کہ لادین سرمایہ دارانہ نظام معیشت میں ذاتی ملکیت اور ذاتی منافع کے محرک کو معاشی فیصلے کرنے کی بے لگام طاقت اور لامحدود اختیارات دیدیئے گئے ہیں اور ان کی آزادی کو کسی قسم کی دینی تعلیمات کے ذریعے کنٹرول نہیں کیا گیا، اگر کہیں کچھ پابندیاں ہیں بھی سہی تو وہ خود انسانوں کی عائد کردہ ہیں جن میں جمہوری قانون سازی کے ذریعے تبدیلی کے امکانات ہوتے ہیں اور یہ جمہوری ادارے انسان سے بالاتر کسی اتھارٹی کو قبول نہیں کرتے، اس صورت حال نے بہت سی ایسی سرگرمیوں کی گنجائش پیدا کر دی ہے جو

معاشرے میں ناہمواری پیدا کرنے کا باعث بنتی ہیں۔ سود، جوا اور سٹہ بازی دولت کو چند ہاتھوں میں مرتکز کرنے کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ غیر اخلاقی اور مضر اشیاء وخدمات کی پیداوار کے ذریعے پیسہ کمانے کی خاطر غیر صحت مند انسانی جذبات کو استعمال کیا جاتا ہے، نفع کمانے کا بے لگام جذبہ اجارہ داریاں پیدا کرتا ہے جن سے منڈی کی قوتیں (طلب ورسد) یا تو جامد ومفلوج ہو جاتی ہیں یا کم از کم ان کے فطری اور قدرتی عمل میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ لہٰذا سرمایہ دارانہ نظام جو منڈی کی قوتوں پر مبنی ہونے کا دعویدار ہے عملاً طلب اور رسد کو اپنے فطری طریقہ کار سے روکتا ہے، اس لئے کہ طلب اور رسد کی یہ طاقتیں اجارہ داری کی نہیں بلکہ کھلی مسابقت کی فضا میں صحیح کام کرتی ہیں۔ سیکولر کیپٹل ازم میں بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی خاص معاشی سرگرمی کے بارے میں اس بات کا پورا احساس موجود ہوتا ہے کہ یہ معاشرے کے اجتماعی مفاد میں نہیں ہے پھر بھی اسے محض اس وجہ سے جاری رہنے دیا جاتا ہے کہ وہ ایسے بااثر حلقے کے مفاد کے خلاف ہے جسے اکثریت کی بنیاد پر مقننہ میں تسلط حاصل ہے۔ چونکہ جمہوری حکومت سے بالاتر کسی بھی اتھارٹی کا مکمل طور پر انکار کر دیا گیا ہے اور "TRUST IN GOD" کے اصول کو (جو ہر امریکی ڈالر پر لکھا ہوا ہوتا ہے) سماجی معاشی شعبے سے بالکل بے دخل کر دیا گیا ہے اس لئے کوئی مسلمہ آسمانی ہدایت موجود نہیں جو معاشی سرگرمیوں کو کنٹرول کر سکے۔

اس صورت حال سے پیدا ہونے والی خرابیوں کو روکنے کی اس کے علاوہ کوئی صورت نہیں ہے کہ خدائی اتھارٹی کو تسلیم کر کے اس کے احکامات کی اطاعت کی جائے اور انہیں ایسی مطلق سچائی اور مافوق الانسان ہدایات کے طور پر قبول کیا جائے جن پر ہر حالت میں ہر قیمت پر عمل کیا جانا ضروری ہو۔ بس یہی بات ہے

جو اسلام کرتا ہے۔ ذاتی ملکیت' ذاتی نفع کا محرک اور مارکیٹ کی قوتوں کو تسلیم کرنے کے بعد اسلام نے معاشی سرگرمیوں پر خاص خدائی پابندیاں عائد کر دی ہیں۔ یہ پابندیاں چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لگائی گئی ہیں جن کا علم لا محدود ہے اس لئے انہیں کسی انسانی اختیار کے ذریعے ہٹایا نہیں جا سکتا' ربا' قمار' ذخیرہ اندوزی' ناجائز اشیاء اور خدمات کا لین دین' جو چیز اپنے پاس ہے نہیں اس کی بیع(Short Sale) ؟ کی ممانعت یہ سب ان خدائی پابندیوں کی چند مثالیں ہیں' یہ سب پابندیاں مل جل کر معیشت پر ایک مجموعی اثر مرتب کرتی ہیں جس کے نتیجے میں معاشی توازن' دولت کی منصفانہ تقسیم اور معاشی سرگرمیوں کے مواقع ملنے میں مساوات وجود میں آتی ہیں۔

۳۔ اثاثوں پر مبنی فائنانسنگ

(Asset -0 Backed Financing)

اسلامی فائنانسنگ کی چند اہم ترین خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ حقیقی اثاثوں پر مبنی فائنانسنگ ہے' فائنانسنگ کا روایتی سرمایہ دارانہ تصور یہ ہے کہ بنک اور مالیاتی ادارے صرف زر (Money) یا زر کی دستاویزات (Monetary Papers) کا لین دین کرتے ہیں' یہی وجہ ہے کہ دنیا کے اکثر ملکوں میں بینکوں اور مالیاتی اداروں کو اشیاء کی تجارت کرنے اور کاروباری سٹاک رکھنے کی اجازت نہیں ہوتی' جبکہ اسلام زر (Money)کو مخصوص صورتوں کے علاوہ کاروباری مواد تسلیم نہیں کرتا' زر (نقود) کی اپنی ذاتی اور داخلی افادیت نہیں ہوتی' یہ صرف آلہ تبادلہ(Medium of Exchange) ہے اور اس کی ہر اکائی

اسی کرنسی کی دوسری اکائی کے سو فیصد برابر ہے۔(۱) لہٰذا ان کی اکائیوں کے آپس کے تبادلے کے ذریعے نفع کمانے کی کوئی گنجائش نہیں ہے' نفع اسی صورت میں کمایا جا سکتا ہے جبکہ زر کے عوض ایسی چیز کی خرید و فروخت کی جائے جس کی ذاتی افادیت بھی ہو یا مختلف کرنسیوں کا آپس میں تبادلہ کیا جائے (مثلاً پاکستانی روپے کا تبادلہ امریکی ڈالر کے ساتھ کیا جائے) ایک ہی قسم کی کرنسی یا اس کی نمائندگی کرنے والے کاغذات (جیسے بانڈ وغیرہ) کا لین دین کر کے حاصل کیا جانے والا نفع سود اور حرام ہے' اس لئے روایتی مالیاتی اداروں کے برعکس اسلام میں فائنانسنگ ہمیشہ غیر نقد (Illiquid) اثاثوں پر مبنی ہوتی ہے جس سے حقیقی اثاثے اور سامان تجارت (Inventories) وجود میں آتے ہیں۔

شریعت میں فائنانسنگ کے اصل اور مثالی ذرائع مشارکہ اور مضاربہ ہیں۔ جب ایک سرمایہ مہیا کرنے والا (Financier) ان دو ذرائع کی بنیاد پر سرمایہ شامل کرتا ہے تو یہ لازمی ہوتا ہے کہ اس سرمایہ کو ذاتی افادیہ رکھنے والے اثاثوں میں منتقل کیا جائے۔ نفع انہیں حقیقی اثاثوں کی فروختگی سے حاصل کیا جائے گا۔

سلم اور استصناع پر مبنی فائنانسنگ سے بھی حقیقی اثاثے وجود میں آتے ہیں' سلم کی صورت میں فائنانسر (سرمایہ فراہم کرنے والا) حقیقی اشیاء حاصل کرتا ہے جنہیں مارکیٹ میں بیچ کر وہ نفع حاصل کر سکتا ہے' استصناع کی صورت میں فائنانسنگ کچھ حقیقی اثاثے تیار کرنے (Manufacturing) ہی کی بدولت مؤثر ہوتی ہے' جس کے صلے میں فائنانسر منافع حاصل کرتا ہے۔

---

(۱) مثلاً ایک پاکستانی روپیہ دوسرے پاکستانی روپے کے سو فیصد برابر سمجھا جائے گا خواہ ان میں ایک نیا ہو دوسرا پھٹا پرانا' یا ایک ابھی دیا جا رہا ہو دوسرا ایک سال کے بعد۔

تمویلی اجارہ (Financial Lease) اور مرابحہ کے بارے میں آگے متعلقہ ابواب میں یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ یہ اصل میں فائنانسنگ کے طریقے نہیں ہیں' البتہ بعض ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے انہیں نئی شکل دی گئی ہے جس سے انہیں بعض شرطوں کے ساتھ طریقہء تمویل (Mode of Financing) کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے' جہاں مشارکہ' مضاربہ' سلم اور استصناع بعض وجوہ کی بنیاد پر قابل عمل نہ ہوں۔

مرابحہ اور اجارہ (لیزنگ) والے فائنانسنگ کے طریقوں پر عموماً یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ان کا آخری نتیجہ سودی قرضے سے مختلف نہیں ہوتا' یہ اعتراض ایک حد تک درست بھی ہے' یہی وجہ ہے کہ اسلامی بینکوں اور مالیاتی اداروں کے شریعہ ایڈوائزری بورڈز اس نکتے پر متفق ہیں کہ یہ فائنانسنگ کے مثالی طریقے نہیں ہیں اس لئے انہیں صرف ضرورت کے موقع پر ہی استعمال کرنا چاہیے اور وہ بھی شریعت کی طرف سے مقرر کردہ شرائط کا پورا پورا دھیان رکھتے ہوئے۔ اس سب کے باوجود مرابحہ اور اجارہ بھی مکمل طور پر اثاثوں پر مبنی فائنانسنگ کے طریقے ہیں اور ان طریقوں پر کی جانے والی فائنانسنگ سودی فائنانسنگ سے درج ذیل وجوہ کی بنیاد پر واضح طور پر مختلف ہو جاتی ہے۔

(۱) فائنانسنگ کے روایتی طریقے میں تمویل کا (فائنانشر) اپنے گاہک (Client) کو سودی قرضے کی بنیاد پر رقم دیتا ہے' اس کے بعد اس کو اس بات سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا ہے کہ گاہک (Client) وہ رقم کیسے استعمال کرتا ہے' اس کے برخلاف مرابحہ کی صورت میں فائنانشر اپنے گاہک کو رقم فراہم ہی نہیں کرتا بلکہ اس کی بجائے وہ بذات خود وہ چیز (Commodity) خریدتا ہے جس کی کلائنٹ کو ضرورت ہوتی ہے (بعد میں وہ گاہک کو زیادہ قیمت لگا کر ادھار پر بیچ دیتا ہے) چونکہ

مرابحہ کا یہ معاملہ اس وقت تک مکمل ہوتا ہی نہیں ہے جب تک گاہک (Client) یہ یقین دہانی نہ کرادے کہ وہ اس چیز کو خریدنا چاہتا ہے اس لئے مرابحہ اس وقت تک ممکن ہی نہیں جب تک کہ فائنانشر اپنے ہاں قابل فروخت اشیاء وجود میں نہ لائے۔ اس طرح مرابحہ کی پشت پر ہمیشہ حقیقی اثاثے موجود ہوں گے۔

(۲) روایتی فائنانسنگ سسٹم میں کسی بھی نفع آور مقصد کے لئے قرضہ جاری کیا جا سکتا ہے۔ ایک جوا خانہ اپنے جوے کے کاروبار کو ترقی دینے کے لئے بنک سے قرضہ حاصل کر سکتا ہے، فحش میگزین یا عریاں فلمیں بنانے والی کمپنی بھی اسی طرح کسی بنک کا اچھا گاہک بن سکتی ہے جیسے گھر بنانے والا۔ یوں روایتی فائنانسنگ خدائی اور دینی پابندیوں میں مقید نہیں ہے۔ لیکن اسلامی بنک اور مالیاتی ادارے (مرابحہ اور اجارہ کے طریقے استعمال کرنے کی صورت میں بھی) ان سرگرمیوں کی نوعیت سے لاتعلق نہیں رہ سکتے جن کے لئے فائنانسنگ کی سہولت درکار ہے، یہ کسی بھی ایسے مقصد کے لئے مرابحہ نہیں کر سکتے جو شرعاً ناجائز یا معاشرے کی اخلاقی صحت کے لئے نقصان دہ ہے۔

(۳) مرابحہ کے صحیح ہونے کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ جس چیز (Commodity) پر مرابحہ ہو رہا ہے وہ فائنانشر نے خریدی ہو (چاہے کچھ دیر کے لئے ہی ہو اس کی ملکیت اور قبضہ میں آگئی ہو) جس کا مطلب یہ ہوا کہ فائنانشر اس چیز کو بیچنے سے پہلے اس کا رسک قبول کرتا ہے، فائنانشر کو ملنے والا نفع اسی رسک (ضمان) کا صلہ ہے، اس طرح کا کوئی رسک سودی قرضہ میں نہیں ہوتا۔

(۴) سودی قرضہ میں، مقروض نے جو رقم واپس کرنی ہوتی ہے وہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھتی رہتی ہے۔ اس کے برعکس مرابحہ میں فریقین کے درمیان جس قیمت پر ایک مرتبہ اتفاق ہوگیا ہے وہ متعین ہوتی اور رہتی ہے،